۱۳۴

دار السلطنت

نذرِ سلطان

(قطعات و رباعیات)

پیشکش بارگاہِ عجاہ حضرت خداوندِ نعمت پیر و مرشد
جہان پناہ ظلِ سبحانی خلیفۃ الرحمانی اعلحضرت سکندر شوکت
حضور پرنور نواب میر عثمان علیخان بہادر
سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

گزرانیدہ جان نثارِ موروثی کشن پرشاد شاد یمین السلطنتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعۂ تاریخ تہنیتِ تخت نشینی اعلیٰحضرت سکندر شوکت حضور پُرنور نواب میر عثمان علیخان بہادر سلطان دکن خلد اللہ ملکہٗ

سلامت ہین میرے آقا الٰہی　　بقا جنکے دم سے ہی ملکِ دکن کی

وہ آقا جو ہین مسند آرائے دولت　　شہِ ذی فتوت مہِ کامگاری

سعیدِ جہان میر عثمان علیخان — امیرِ دکن کے سلطان غریبون کے والی

ہوے جلوہ آرا جو تختِ پدر پہ — تو سب نے کہا جان مین جان آئی

یہی شاہِ محبوب کے جانشین ہین — اِنہین سے ہے خستہ دلون کی تسلی

یہی مرہمِ زخمِ بیچارگان ہین — انہین سے شفا دردمندون کو ہوگی

خدا کے کرم سے ہے امید ہمکو — کہ یہ نونہالِ گلستانِ شاہی

اب جد کے نعم البدل ہونگے ثابت — رہیگا جہان ہو کے انکا فدائی

رعایا کے دل کو مسخر کرینگے — بصد دلنوازی بصد چارہ سازی

خلائق کے محبوب ہوکر رہینگے — پدر کی طرح سے بتائیدِ باری

ہوا خواہ خرم ہون بدخواہ پُرغم — بڑھے عمر اقبال مین ہو ترقی

یہ تاریخ دے نذر اے شاد چلکر

مبارک ہو سرکار مسند نشینی

۲۹ ہجری ۱۳

قطعۂ تہنیتِ تخت نشینی

حیدر آباد دکن ہو گیا پھر رشکِ چمن میر عثمان علیخان ہوئے سلطانِ دکن

پھر بہار آگئی اٹھلاتی ہوئی گلشن میں آصفی شمع ہوئی شکرِ خدا پھر روشن

گرچہ پھیرا تھا مقدر کو فلک نے سبکے فضلِ معبود سے پھر رام ہوا چرخِ کہن

مثلِ غنچے کے تھے مرجھائے ہوئے دل سبکے از سرِ نو تر و تازہ ہوا ہر ایک چمن

ہو مبارک تمھیں یہ سلطنتِ ملکِ دکن بکرما جیت کو جسطرح ہوا سنگھاسن

تمکو الفت ہو رعایا سے تمھین وہ چاہے ‎ ‎ تمھین اللہ کرے محبوب رعایائے دکن

رائج الوقت محبت کا یہ سکہ ہو جائے ‎ ‎ ہو زمانے کے دلون پر اسی سکے کا چلن

عدل اور داد کی حاصل ہو حکومت شاہا ‎ ‎ ہو چراغ کرم و جود و سخاوت روشن

خلق اور حلم و مروت کا اثر ہو ایسا ‎ ‎ موم بنجائے اگر ہاتھ مین آئے آہن

سبکی اُمید ہو تم سبکو ہو تم سے اُمید ‎ ‎ اپنا ہو غیر ہو احباب ہون یا ہون دشمن

عقل و تدبیر ہین دونون مشیر شاہی ‎ ‎ اور ذکاوت کی فراست کی ہون شمعین روشن

گرچہ ہین ساری صفات آپ مین لیکن ہے دعا ‎ ‎ یہ صفات اور ترقی کرین خلاق زمن

میرے مولا مری آصف کی مدد جبکہ ہوئی ‎ ‎ میر عثمان علیخان کا ملا پھر دامن

خوف کیا شاہ مجھے جبکہ ہے فضل رحمن ‎ ‎ آتش رشک مین جلتی ہین جلین سب دشمن

قطعۂ تہنیتِ تخت نشینی

تخت اور تاج مبارک ہو تمھیں بسم اللہ　　میر عثمان علیخانِ بہادر ذیجاہ

تم ہو محبوب کے محبوب کے پیارے فرزند　　کہتی ہے خلقِ خدا ملکِ دکن کا تمھیں شاہ

حسن میں صورت و سیرت میں ہو تم لاثانی　　نظرِ بد سے بچائے رہے تمکو اللہ

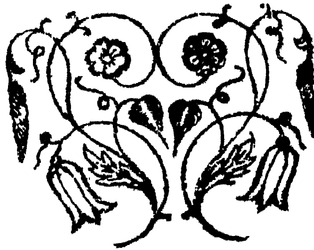
سب رعایا کے دلوں پر ہے سکہ جاری　　سب کہیں عدل میں کسریٰ تمھیں اے عالیجاہ

رحم میں آیۂ رحمت تمھیں مخلوق کہے　　دوست دشمن پہ ہو مرشاہ کرم کی ہو نگاہ

مستمندونکی جو حاجات برآری کیجے کام سب آپکے بنجاینگے حسب دلخواہ

خیرخواہ آپکے دل شاد رہیں عالم میں

اور بدخواہ جو ہیں وہ رہیں باحالِ تباہ



رباعیات

بتقریب رونق افروزی حضرت خداوند نعمت
پیر و مرشد جہان پناہ ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی
اعلیحضرت قدر قدرت حضور پر نور بندگان
عالی متعالی نواب میر عثمان علیخان
بہادر سلطان دکن خلد اللہ ملکہ
وسلطنتہ

رباعی

آصف کی جدائی کا بہت ہی غم تھا
ہر روز نیا گھر میں بپا ماتم تھا
اب جو حضور کلبۂ احزان ہیں
سب دل میں یہی جچا کہ یہ در ماتم تھا

رباعی

محبوب کا جس وقت کہ غمزہ یاد آیا
پھر چرخ کا انداز ستم یاد آیا
جب شاہ مرے مکان میں آئے تو واللہ
آصف کا جم جاہ کرم یاد آیا

رباعی

حضرت کے قدوم سے یہ اعزاز ہوا
فدوی نظر خلق میں ممتاز ہوا
ہوتے ہیں سرافراز بھی لیکن ایسا
بیکار کے قدموں سے سرافراز ہوا

رباعی

سلطان دکن آن جوانبخت امیر

جنت کا چمن کا باد احزان امیر

کیا شان کرم آصف سابع کی بیاں

ہیں اوصاف بیان وہ ایسا یہاں امیر

رباعی

یہ بات سنکے غمزہ نے بھی لبوں پہ فریاد
بیچا تھا کہ سڑک کی آڑ کی مراد

یہ لطف و کرم حضور سے ہیں ایسے
آصف کی عنایت بھی یاد آئی استاد

رباعی

یارب باین سرکار ہمیشہ آباد
یارب باین سرکار ہمیشہ دلشاد
کیا شان کریمی ہے تصدق جاں ہے
سرکار کہاں اور کہاں کلبہ شاد

رباعی

صد شکر کہ آقا ہے مرا بندہ نواز
محمود ہے گر شاہ تو ہے بیکسا ایاز
ہر وقت نکلتی ہے یہی دل سے دعا
حضرت کا رہے اقبال فزوں عمر دراز

رباعی

محبوب غمِ حسین تھا صابر سوز و گداز

کیا تھا نہیں کسی کو امرا اسباب و ساز

عثمان علیخان نے جلا پایا جو

یہ لطف و کرم نہیں کم از اعجاز

رباعی

اس گلشن میں جو حضرت کے قدم آئے ہیں
ہمراہ لیے جاہ و حشم آئے ہیں
کہتے ہیں یہی شادیانے سے انداز
اعزاز بڑھانے ترا ہم آئے ہیں

رباعی

آئے ہیں قدم شاہ کے اللہ اللہ

وہ شاہ جو ہے نام خدا خلق پناہ

صد شکر کہ ہیں شاہ کے گھر جلوہ فروز

عثمان علی خان بہادر جمجاہ

رباعی

وہ شاہ جو ہے ذی حشم و فرزانہ
ہے جلوہ فزا با تزک شاہانہ
بیجا نہیں گر کہیں یہ ہم آج کے دن
غیرتکدۂ شداد ہے دولت خانہ

رباعی

اعلیٰ حضرت کی جب سواری آئی
کس شور ہوا باد بہاری آئی
اس نے یہ سو جان قربان ایشیا کے
گویا کہ گھر جنت باری آئی

رباعی

ہر کار کے جلووں سے مکان روشن ہے

ہے مطلع آفتاب جو روزن ہے

رکھے ہیں جو اب کے شاہ ذی قدم حضرت نے

اس گھر کی زمین چمن پہ خندہ زن ہے

رباعی

توقیر بڑھائی مری شاہا تو نے
قطرہ سے کیا گوہر یکتا تو نے
خلعت کا گراں قدر دیا عزت کا
کیا کچھ نہ دیا ہے مرے آقا تو نے

رباعی

اقبال بڑھے عمر بڑھے نام بڑھے
ہر روز بڑھے ہر سحر و شام بڑھے
بڑھ بڑھ کے دل شاد دعا دیتا ہے
دولت بڑھے راحت بڑھے آرام بڑھے

رباعی

فدوی ہوں نمکخوار ہوں دعویٰ ہے یہی
دنیا ہے مری یہی او عقبیٰ ہے یہی
شہ کا میں بہی خواہ ہوں ہر دم شاد
مطلب ہے یہی اور تمنّا ہے یہی

رباعیات در سپاسِ عطاے خلعت

جواہر از پیشگاہِ حضرت خداوندِ نعمت

پیر و مرشد جہان پناہ ظلِ سبحانی

خلیفۃ الرحمانی اعلیحضرت قدر قدرت

فلک شوکت حضور پر نور بندگانِ عالی متعالی

مدظلہم العالی خلد اللہ ملکہٗ

رباعی

فدوی کو جو سرکار نے خلعت بخشا

سرمایۂ افتخار و عزت بخشا

حق یہ ہے کہ ارمان و تمنا سے سوا

تو نے مجھے اے آیۂ رحمت بخشا

رباعی

دی تیشہ نے گھڑی او چراغ توڑا
فدوی کے لیے خیر نہیں ہے چھوڑا
حق بین ہے مرا راست کی گھڑی پہ گھڑی
دشمن کے لیے اسکا ہے توڑا اگوڑا

رباعی

جھوٹا نہیں قارون کی طرح دولت کا
حشمت کا نہ اسے نشہ نہ کچھ شوکت کا
آغوش میں آصف کے پلا عزت سے
خواہاں ہوں حضور سے فقط عزت کا

رباعی

خواہاں نہیں جاہ و حشم و طلعت کا
جویاں نہیں اک منصب و خدمت کا
آئینِ شرافت کا تقاضا یہ ہے
استاد کا طلبگار ہوں عزت کا

رباعی

سرکار نے نعمت پارچہ کا خلعت
فدوی کو عطا کر کے بڑھائی عزت
جب تک کہ قیام ہفت افلاک کا ہے
یارب! سرکار پہ تیری رحمت

رباعی

بکثرت یاراں اور جو تیسیر ملی
دولت ملی عزت ملی اور توقیر ملی
کس منہ سے کرے نوشاد عطا شکر ادا اسکا
حق سے ہمیں اعزاز کی جاگیر ملی

رباعی

فیروزہ کی انگشتری انگشت میں جو ملی

ہے خال لب یار کا مقصود دلی

ہر شب ہے باغ عاشقین و عشرت نشین کا

یا رب ہر وقت کلی دل کی کھلی

رباعیات در سپاسِ عطاے تصاویر

صاحبزادگانِ بلند اقبال از پیشگاہِ

حضرت خداوندِ نعمت پیر و مرشد جہان پناہ

ظلِّ سبحانی خلیفۃ الرحمانی اعلیٰحضرت قدر قدرت

فلک شوکت حضور پرنور بندگانِ عالی متعالی

مدظلہم العالی خلد اللہ ملکہٗ

رباعی

تصویریں عنایت جو ہوئیں ہیں شہ چار

یہ لطف و عنایات کریں ہیں سب آثار

سایہ رہے چار یار کا حضرت پہ

اے شکر خدا سلامت ہیں یہ سرکار

رباعی

تصویریں عنایت ہوئیں شہزادوں کی
عزت بڑی عظمت بڑی توقیر بڑی
اس مرحمت و کرم کا کیا شکر کروں
صدقے ہیں ہزار جان سے یہ فدوی

رباعیات در سپاسِ عطائے انبہ از پیشگاہ
حضرت خداوند نعمت پیر و مرشد جہاں پناہ
ظلِ سبحانی خلیفۃ الرحمانی اعلحضرت
قدر قدرت فلک شوکت حضور
پرنور بندگانِ عالی متعالی مدظلہم العالی
خلد اللہ ملکہٗ

رباعی

ممکن نہیں ان آنکھوں کا ہو وصف ادا
لب بند ہیں لذت سے کہوں شیدا ہیں کیا
خوش رنگ ہیں خوش وضع ہیں خوش ذائقہ ہیں
بادام ہیں اک خاص طرح کا ہے مزا

رباعی

فردی کو عنایت جب کی یکتائی آدم
با آدم ہے تجلی نہ مقصود کا جب
لیلی نہ رکھی تیری اشنا زبان
یارب مرے کا دین سے شستہ بن کام

رباعی

ہم بزم ہوا آم سے حضرت کا غلام
ہے شکر میں تر زبان یہ پا کر انعام
خوش ہو کے دل شیدا یہ کہتا ہے
ہے نخل عقیدت کا ثمر اک آم

رباعی

بندے کو عنایت ہو یہ پوشش عام
ہے خاص حق اعزاز نہیں ہے کچھ کام
آصف کا چمن ہمیشہ سرسبز رہے
سرکار نے اپنا کو کیا شیریں کام

رباعی

فردوسی پہ عنایت کی نظر ہے واللہ
ہر لحظہ و ہر ساعت و ہر آن و ہر گاہ
آموں کا کروں شکر ادا کس منہ سے
پہونچے ہیں ہمیں بدست آصفجاہ

رباعی

بندے کی دعا یہی ہے ازہر عثمان و یگاہ
ہر دم ہو نظر لطف رب بار الٰہ
جس طرح سے محبوب ہے بالا ثنا سے
یارب یہ بھی محبوب رہیں شہ آصف جاہ

رباعیات در سپاسِ عطاے ٹمرا لفلس
کھپوتے
از پیشگاہِ حضرت خداوندِ نعمت پیرو مرشد
جہان پناہ ظلِ سبحانی خلیفۃ الرحمانی
اعلیحضرت قدر قدرت فلک شوکت
حضورِ پر نور بندگانِ عالی متعالی مدظلہم العالی
خلد اللہ ملکہ

رباعی

بچوں کو کھلانے سے جو پوشیدہ ہی عطا

خوش اس لیے ہیں جو بیگمی دولت پایا

سب کھاتے ہیں اور دعا دیتے ہیں

اللہ سلامت رہیں شاہ و والا

رباعی

کس منہ سے ہو تشبیہ کہ قیصر شاہ ادا
ہر ایک سے بن ہو سکے سکتی ہو ادا

جیسے
تیغ ابرو کو اللہ تو اب سے
تیغ سے سر پیچ کو بس ارزاں کیا

رباعی

بیچون کا وصال ہے تجھے ملے تیرے

بیتاب ہے کوچے کے ایک جہاں کو

روتے ہوئے کو کیا کیا یہ ایسا

خواہ جو روشنی کی اور سب کا ہے

رباعی

جس طرح کہ پھولوں سے کو عطا ہو

زینت ہوئی یہاں کے گھر و دوکان کیلئے

یوں ہی نظر لطف و کرم سے شاہا

عزت پائیں اور بسیں گھر آ کر

رباعی

کیا شک کھلونوں کا گر بیچیگی

خوش ہیں پا کر حضور سے عنایتیں یہ

جس طرح گھروندوں کی ہے آن زینت

اللہ رکھے ایسی ہی بسیں گھر آنگی

رباعی

جسکو حضور نے دین کا رہبر کہو

محبوب سب کا دین کے لیے سب پہ

اب پادریوں کی شادی ہے تشنہ کوہ

سمجھا یہ خدا کر سے مقدار سے

رباعیات در سپاس عطاے اسٹیشنری

از پیشگاہِ حضرت خداوند نعمت پیر و مرشد

جہان پناہ ظلِ سبحانی خلیفۃ الرحمانی اعلیحضرت

قدر قدرت فلک شوکت حضورِ پرنور

بندگانِ عالی متعالی مدظلہم العالی

خلد اللہ ملکہٗ

رباعی

اسپینری تنب سے ہوئی آدمی کو عطا
جب ہم ہوے کمال پایا فضل خدا
مقصود حضور کا یہی ہر اک سے نباہ
پھر کیا ہو قلندران خرابات کو ملا

رباعی

کس درجہ عنایت ہے شہِ والا کی

ہیں شیر کی پیچ کے عوض نجفی

الطاف نبی کا نہ احاطہ ہو سکا

کہتا ہے یہ تاعمر آگرہ فرودی

رباعی

اسٹیشنری دیکھ کے ہے بہشتی جگاہ
ہر شے سے نمایاں ہے نفاست واللہ
چیزیں ہیں یہ انتخاب کی آرٹ کی شاہ
کیا حسن سلیقہ سے تماشا کا واہ

رباعی

اسٹیشنی سے ہوا افروزی تمثال
سامان یہ آگینے کا ہے سرمایۂ ناز
سرکار کے یہ وقت پیدا کرتا ہے
بادشاہ کا اقبال فزون عمر دراز

رباعی

ہر ذرہ پہ ہے شمس کی عنایت پیہم
ہر وقت ہے مجھ پہ عنایات کی نظر
عزت کا طلبگار ہوں عزت دے یا
عزت دے کہ شاہ محمد ہے داور

رباعی

اب بادہ و چشم کی نہیں خواہش و نشہ

دولت کی بھی پروا نہیں حق پر نگاہ

لیکن ہوں میں قرضدار اسکی ہے فکر

ادا کی ہے بابت اسکا دیا گر چاہیں شاہ

رباعی

دنیا ہے یون اسواسطے ہی دین کا بار
عادت ہے نہیں آنکھون کو یہ پیشہ ہے سمرکا

تکیہ ہے توکل پہ خدا سے ہی امید
ہوجائیگا سب او جو چاہے ہے ترا

